بسم اللہ الرحمان الرحیم

معزز احباب جماعت احمدیہ اور دیگر قارئین کرام

۸۔دسمبر ۲۰۰۸ء کے جنگ میں شائع شدہ محترم انصار عباسی صاحب کا درجِ ذیل کالم بغور وفکر پڑھیں۔شکریہ

کم از کم طوطے جتنی جرات تو پیدا کریں

کس سے منصفی چاہیں……انصار عباسی

کہاوت ہے کہ ایک طوطا طوطی دن بھر رزق کی تلاش کے بعد شام کے ڈھلتے سائے کے ساتھ واپس اپنے گھر جا رہے تھے کہ رستے میں رات پڑ گئی۔ اس حالت میں ان کیلئے اپنا سفر جاری رکھنا ممکن نہ تھا کہ ایک جنگل میں سے گزرتے ہوئے انہوں نے وہیں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ایک اونچے درخت میں انہوں نے اپنا عارضی ٹھکانہ تلاش کیا۔وہاں سے ان دونوں کو ارد گرد کا نظارہ کرنے کا بھی بہتر موقع میسر تھا۔تھوڑی دور ہی ایک اجاڑ بستی کو دیکھ کر دونوں پریشان ہوئے۔طوطے نے بڑے اضطراب کے ساتھ طوطی سے پوچھا معلوم نہیں اس بستی کے اجاڑ کی کیا وجہ ہے۔اس پر طوطی نے اپنی دانست کے مطابق کہا کہ جس بستی کے نزدیک اُلو آ کر بس جائیں اجاڑ اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ابھی دونوں اسی موضوع پر بات کر رہے تھے کہ ایک اُلو ان کے پاس اڑتا ہوا آ پہنچا۔اس نے طوطا طوطی سے وہاں موجودگی کی وجہ پوچھی۔طوطے نے جواب دیا کہ گھر جاتے ہوئے اندھیرا پڑنے کی وجہ سے ان کو اس جنگل میں رات گزارنا پڑی۔طوطے نے کہا کہ صبح ہوتے ہی وہ دونوں اپنے گھر کے سفر پر نکل پڑیں گے۔اُلو نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ وہ اسی جنگل کا باسی ہے۔بحیثیت میزبان اس نے دونوں مہمانوں کی اچھی خاطر تواضع کی۔صبح ہوتے ہی جب طوطا طوطی اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے لگے تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے میزبان اُلو سے الوداعی ملاقات کر لی جائے۔اُلو کو مل کر جب وہ جانے لگے تو اُلو نے طوطے سے کہا کہ تم تو جا سکتے ہو مگر طوطی کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔طوطا یہ سن کر حواس باختہ رہ گیا اور احتجاجاً کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر چلا جائے۔اس پر اُلو نے کہا کہ طوطی تو اس کی بیوی ہے نہ کہ طوطے کی۔پریشان طوطی نے چلاتے ہوئے کہا کہ وہ طوطے کی بیوی ہے نہ کہ اُلو کی۔ابھی اُلو اور طوطے میں طوطی کے متعلق یہ بحث جاری تھی کہ قریب ہی اجاڑ بستی سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔اُلو نے آواز دے کر اس کو اپنے پاس بلایا اور درخواست کی کہ وہ اس کے اور طوطے کے درمیان اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے،وہ شخص بخوشی اس پر راضی ہو گیا اور دونوں فریقین سے ان کا بیان لیا۔طوطی نے پوچھنے پر سارا قصہ سنایا اور حلفاً یہ کہا کہ وہ طوطے کی بیوی ہے اور اس کا اُلو سے کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں۔اس شخص نے تینوں کی بات سننے کے بعد فیصلہ سنایا کہ طوطی اُلو کی بیوی ہے اور طوطے کو وہاں سے چلا جانے کا حکم دیا۔اس پر طوطا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا لیکن اس کی کوئی شنوائی نہ تھی۔مایوسی کی حالت میں جب وہ گھر کے لیے اڑنے لگا تو اُلو نے اس کو روکا اور کہا لو اپنی طوطی ساتھ لے جاؤ۔اس پر خوش کن حیرانگی کے ساتھ طوطے نے اُلو کی طرف دیکھا جس نے دونوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ یاد رکھو کہ بستیاں الوؤں کی بسنے سے نہیں بلکہ ناانصافی کی وجہ سے اجڑتی ہیں۔

لگتا ہے کہ یہ کہاوت ہمارے لیے ہی لکھی گئی تھی۔آج کے پاکستان کی کہانی ناانصافیوں،زیادتیوں،ظلم، دھونس اور دھاندلی سے بھری پڑی ہے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم خاموشی سے ہر ناانصافی، زیادتی، ظلم، دھونس اور دھاندلی کو برداشت کرتے جا رہے ہیں۔ہمیں یہ معلوم ہے کہ اللہ رب العزت ناانصافی اور ظلم کیخلاف آواز نہ اُٹھانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔نبی کریمؐ کی زندگی دیکھیں تو ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جس میں آپؐ نے عدل وانصاف کو معاشرے کے استحکام کی بنیاد قرار دیا۔یہ نبی کریمؐ کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ ایک عام مسلمان اُس وقت کے خلیفہ حضرت عمرؓ کو سوال کرتا ہے کہ اُنہوں نے دو چادروں پر مشتمل لباس کس طرح پہنا جبکہ عام مسلمان کے لیے صرف ایک چادر میسر تھی۔حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ کفر کے ساتھ معاشرہ قائم رہ سکتا ہے مگر ناانصافی پر نہیں۔ان سنہری اقوال کے باوجود جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں وہاں ناانصافی اور ظلم کو جھیلنا ایک عادت سی بن کر رہ گئی ہے۔اس رویہ کی تبدیلی کے بغیر بحیثیت قوم ہمارا قائم رہنا شاید ممکن نہ ہو۔مجھے ڈر ہے کہ یہ مظلومیت ہمیں کہیں تباہی اور بربادی کی طرف نہ دھکیل دے۔ان حالات نے پہلے ہی ہمیں اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمیں اندرونی طور پر مضبوط اور مستحکم ہونا ہوگا اور یہ اسی طور پر ممکن ہوگا کہ جب یہاں انصاف، میرٹ اور قانون کی بالادستی کا بول بالا ہو۔دوسروں کی طرف دیکھنے اور غیبی مدد کا انتظار کرنے سے کچھ نہیں ملے گا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا ان قوموں کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت بدلنے کیلئے کوشش نہ کریں۔اگر ہمیں اپنی حالت کو بدلنا ہے تو اس کیلئے ظالم کا ہاتھ ہمیں خود پکڑنا ہوگا۔ناانصافی کیخلاف ہمیں خود آواز اُٹھانی ہوگی۔اپنے اندر کے ڈر اور خوف سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔رونے دھونے اور آہ وزاری سے کچھ ملنے والا نہیں۔کم از کم طوطے جتنی جرأت تو پیدا کریں۔

(۱) ہر احمدی اِس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ جماعت احمدیہ میں ہم احمدیوں سے آزادیٔ ضمیر اور اِس کا اِظہار چھین کر ہماری زبانوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔اگر کوئی احمدی اپنا نقطہ نظر یا اپنی اِختلافی رائے کا اِظہار کر دے تو پھر آج کے جدید اور روشن خیال دور میں بھی پہلے مرحلہ میں اُس کا اخراج اور بعد میں اگر وہ معافی نہ مانگے اور اپنی اِختلافی رائے سے رجوع نہ کرے تو مقاطعہ ایسی غیر انسانی اور غیر فطری سزا اُس کا مقدر بن جاتی ہے۔

(۲) ہم جانتے ہیں کہ ایک غیر اِسلامی اور غیر فطری نظام کیساتھ ہمارے وہ بنیادی حقوق جن کی ضمانت اللہ تعالیٰ اور اُس کا نبی ﷺ ہمیں دیتا ہے ہم سے سلب کر لیے گئے ہیں لیکن اِس کے باوجود ہم خاموش ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ ''وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط... (النساء:۵۹) اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو اِنصاف کیساتھ حکومت کرو۔'' لیکن ہمارے ہاں مقتدر گروہ کے مفادات کے تحفظ کیلئے ایک نام نہاد قضاء تو ضرور ہے لیکن کسی ظالم عہدیدار کی نااِنصافی کے خلاف چارہ جوئی کرنے کیلئے کوئی مقتدر عدالت نہیں۔قوموں کی ترقی میں آزاد عدلیہ کا بہت اہم رول (role) ہوتا ہے اور اِس کے بغیر بنیادی اِنسانی حقوق کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔لیکن ہمارے خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں نے حکومتی نظام تو بنا لیے لیکن اپنے نظام میں آزاد عدلیہ کے قیام کو گناہ سمجھا۔

(۴) اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں تو فرماتا ہے:۔''وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ..'' (البقرہ:۲۲۰) اور وہ (لوگ) تجھ (محمد ﷺ) سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوا۔؟ اُخروی اجر وثواب کا لالچ دے دے کر اور مالی قربانیوں کے نام پر ہم مظلوم احمدیوں پر بے پناہ چندے ٹھونس کر ہماری جیبوں میں سے آخری سکہ تک نکال لیا گیا ہے۔اور جب کوئی غریب احمدی کہتا ہے کہ میرا فلاں رشتہ دار سخت بیمار ہے اور میں اُس کا علاج کروانا چاہتا ہوں لہٰذا فی الوقت میں اتنا چندہ نہیں دے سکتا تو جواب میں اُسے بعض اوقات تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ چندہ تو باقاعدگی اور شرح کیساتھ ادا کریں اور اپنے رشتہ دار کیلئے دعا کریں اور بعض اوقات یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ چندے کی معافی کیلئے حضور کو درخواست لکھیں۔

(۵) اِسلامی شریعت تو یہ کہتی ہے کہ '' قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ...'' تو کہہ دے جو اچھا مال بھی تم دو۔وہ (تمہارے) ماں باپ۔قریبی رشتہ داروں۔یتیموں۔مسکینوں اور مسافر کا (پہلا) حق ہے۔(البقرہ:۲۱۶)۔اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:۔

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ۔ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اب کیا حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی نئی شریعت نازل ہو گئی ہے جسکی بدولت جماعت احمدیہ کا قبلہ تبدیل کر کے اِسے روحانی کی بجائے ایک مالی اور چندہ جماعت بنا دیا گیا ہے۔؟ ثانیاً یہ کہ معافی کی درخواست کیوں اور کس جرم کی تلافی کیلئے۔؟

(۶) سب احمدی جانتے ہیں کہ خلیفہ کے چناؤ کیلئے منتخب ہونیوالے کیلئے صرف یہ ضروری ہے کہ وہ خاندانِ مسیح موعود کا فرد ہو اور دیگر عہدیداروں کے چناؤ کیلئے بھی علم وفضل اور تقویٰ کی بجائے صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کتنا چندہ دیتا ہے۔کیا یہ سب کچھ اسلامی اور قرآنی تعلیم کے مطابق ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(۷) کم وبیش سو سالہ جماعتی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں آج ایک احمدی کے پاس اپنا کیا ہے۔؟ کچھ بھی نہیں۔نہ ہی اُسکی زندگی اپنی ہے اور نہ ہی اُسکی سوچ۔نہ ہی اُس کا مال اپنا ہے اور نہ ہی اُسکے بیوی بچے۔یہ سب کچھ نظام کا ہے۔اور ہم خاموشی کیساتھ ہر ناانصافی، زیادتی، ظلم، دھونس اور دھاندلی برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں۔آخر کب تک۔؟

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو جس کو خیال خود آپ اپنی حالت بدلنے کا

کم از کم طوطے جتنی جرأت تو پیدا کریں۔؟؟؟؟؟

فقط

ایک قاری

۷۔فروری ۲۰۰۹ء